بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں اگر واقعۃً یہ شخص نکاح کے وقت مجلسِ نکاح میں موجود نہیں تھا بلکہ اس کا نام اور دستخط کسی دوسرے شخص نے درج کر دیئے تھے تو یہ اس نکاح کا گواہ نہیں بنا لہٰذا یہ اس نکاح کی گواہی نہیں دے سکتا، لیکن اگر ابن اسحاق اور بنتِ عبد العزیز اور نکاح پڑھانے والے کے علاوہ مجلسِ نکاح میں کم از کم دو شخص اور بھی وہاں مجلس میں موجود تھے تو اگرچہ گواہوں کی جگہ ان کو نامزد نہیں کیا گیا ہو لیکن جب وہ دونوں نکاح کے ایجاب وقبول کے وقت موجود تھے تو گواہ کے طور پر وہ کافی ہونگے، لہٰذا اگر لڑکی بالغ تھی اور ابنِ اسحاق اس کا کفو تھا یعنی نسب[1] میں، مسلمان[2] ہونے میں، دینداری[3] میں، مال[4] میں مہر اور نان ونفقہ کی ادائیگی کی حد تک، پیشہ[5] میں، سمجھداری میں اِس لڑکی کے برابر تھا، اور یہ نکاح دونوں کی باہمی رضامندی سے مہر مثل کے ساتھ ہوا تو یہ نکاح درست ہے، اور اس نکاح کے بعد ان دونوں کے درمیان جو میاں بیوی والے تعلقات قائم ہوئے وہ زنا نہیں، تاہم والدین کی اجازت کے بغیر اس طرح از خود عدالت میں جا کر نکاح کرانا نامناسب اقدام تھا۔

بدائع الصنائع – (2 / 252)

فصل ومنها الشهادةوهي حضور الشهود............ ومنها سماع الشاهدين كلام المتعاقدين جميعا

الهداية شرح البداية – (1 / 196)

وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وإن لم يعقد عليها ولي بكرا كانت أو ثيبا عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله في ظاهر الرواية.........ووجه الجواز أنها تصرفت في خالص حقها وهي من أهله لكونها عاقلة مميزة ولهذا كان لها التصرف في المال ولها اختيار الأزواج وإنما يطالب الولي بالتزويج كيلا تنسب إلى الوقاحة ثم في ظاهر الرواية لا فرق بين الكفء وغير الكفء ولكن للولي الاعتراض في غير الكفء وعن أبي حنيفة وأبي يوسف أنه لا يجوز في غير الكفء لأنه كم من واقع لا يرفع واللہ اعلم بالصواب

محمد حماد سکروی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۳/ ذی قعدہ/ ۱۴۳۴ھ

۱۰/ ستمبر/ ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح

محمد عبد المنان عفی عنہ

۳/ ۱۱/ ۱۴۳۴ھ

(مہر: نائب مفتی، دار العلوم کراچی)

(مہر: دار الافتاء، فتویٰ نمبر ۹۹/۱۵۵۸، جامعہ دار العلوم کراچی)

الجواب صحیح

[دستخط]

۳/ ۱۱/ ۱۴۳۴ھ

Scanned by CamScanner